ڈاکٹر سید تقی عابدی

فیض فہمی سے فیض شناسی تک

از: ڈاکٹر خلیل احمد مشیر صدیقی (سابق پروفیسر)
۲/۳، ۲، اقبال کالونی، اندور (ایم، پی)

ڈاکٹر تقی عابدی ہمارے عہد کے ایک ایسے مصنف و مؤلف ہیں جن کے مطالعۂ فیض نے اہل علم کی آنکھیں کھول دی ہیں۔

فیض کے حوالے سے "فیض شناسی" ان کا اہم کارنامہ ہے۔ فیض کی شخصی اور ادبی زندگی کے نئے گوشے روشن کرتا ہے۔ یوں تو اردو ادب کی تاریخ میں کئی فیض نمبر مختلف رسائل نے پیش کئے، ساتھ ہی آج تک کئی گراں مایہ کتب بھی منظر عام پر آئی ہیں جن کے ذریعہ فیض کی شخصیت اور فکر و فن کا محاسبہ کیا گیا ہے اور ڈاکٹر عابدی نے بھی مطالعۂ فیض کو اہمیت و اولیت بخشی۔ فیض پر دستیاب تمام کتب اور مضامین کا باریکی سے مسلسل اور انتھک مطالعہ کیا۔ فیض سے دلی تعلق و رغبت نے عزم و حوصلہ فراہم کیا۔ دنیائے ادب میں اکثر ایسے افراد پیدا ہوتے رہے ہیں جن کی جرأت مندانہ کاوشیں اچھوتے پہلوؤں کو پیش کرنے میں کامیاب ہوئی ہیں اسی حوالے سے ڈاکٹر عابدی کا نام "فیضیات" میں خاص اہمیت رکھتا ہے۔

جہاں تک فیض کا تعلق ہے وہ ایک مخصوص عہد کی پیداوار تھے، ایک مخصوص عہد ساز تحریک یا مکتبۂ فکر یا بالفاظ دیگر ترقی پسندی سے جڑے تھے۔ ان کا اپنا اسلوب اور نظریۂ حیات ہے۔ ان کے یہاں وسیع تجربوں اور مشاہدوں کی ترجمانی یا ایک مخصوص طریقۂ اظہار ہے جس میں انقلاب اور جمال کے جملہ اوصاف و تقاضے نہایت ندرت اور پاکیزگی کے ساتھ جلوہ گر یا نمایاں ہیں۔ انہوں نے لہولہان سماج، امراض اور غربت سے دبے ہوئے افراد کی آہ و فغاں سنی، دردمند دل میں طوفان اٹھے اور انہوں نے اس انسانی کرب و درد کو نہایت سنجیدہ لب و لہجہ دیگر درد و غم کی ترجمانی کی ہے۔ فیض کا حسن بیاں محض سرورکن یا تفریحی نہیں، انہوں نے خود اپنی گھٹن اور اپنے سماج کے درد و غم کا سراپا پیش کیا ہے جو فکر انگیز بھی ہے اور رومان خیز بھی۔ غرض شاعر کی ذہنی تپش جب لفظ و معنیٰ کا جامہ پہن کر تہہ دار معنویت کے سہارے نئے اور انوکھے اسلوب کے وسیلے سے مانوس جذبات کی عقدہ کشائی کرتی ہے تو ذہن و دل کے تار جھنجنا اٹھتے ہیں۔ یہی فیض کے اسلوب بیان کی وہ خوبی ہے جس نے شعر و ادب کے شیدائیوں کو اپنی جانب کھینچا۔ ڈاکٹر تقی عابدی کو بھی فیض کی اس مقناطیسی کشش نے اپنی طرف کھینچا۔ وہ برسوں مطالعۂ فیض میں مصروف رہے اور دو ضخیم کتب بعنوان "فیض فہمی" اور "فیض شناسی" فیض کی ادبی تاریخ میں داخل

کیں جو "فیضیات" کے باب میں گراں قدر اضافہ کا باعث ہیں۔غرض ڈاکٹر عابدی کئی سالوں سے مسلسل ادبی خدمت میں مصروف ہیں۔گو کہ وہ پیشہ سے ڈاکٹر ہیں، اپنے دور کے ماہر سرجن ہیں، عدیم الفرصت ہونے کے باوجود ان کا پیشہ تخلیق ادب اور ادبی مطالعات میں رخنہ نہیں، کیونکہ وہ ایک حوصلہ مند شیدائی ادب ہیں۔ابھی تک تین درجن سے اوپر ان کی تخلیقات شائع ہو چکی ہیں جو ادبی فکر و نظر کے اعتبار سے نئے ادبی گوشے روشن کر چکی ہیں۔

اسی حوالے سے ڈاکٹر عابدی کی شخصیت محتاج تعارف نہیں ہے۔ان کی درجنوں معتبر اور وقیع کتب اردو ادب کی تاریخ میں گہرے نقوش ثبت کر چکی ہیں اور ان کی ادبی شناخت کی ضامن ہیں۔اس طرح وہ بھی اہل علم و ادب کی پہلی صف میں نظر آتے ہیں۔ڈاکٹر تقی عابدی کی علمی اور فکری کاوش اس وقت دو بالا ہوئی جب انہوں نے فیض احمد فیض پر تحقیقی و تنقیدی قلم اٹھایا اور "فیض فہمی" سے "فیض شناسی" تک تفہیم و مطالعہ کی اچھی راہیں کھولیں اور اس راہ پر بہتوں کو پیچھے چھوڑ کر اپنی ذہانت، لگن اور جانفشانی کا سکہ جمایا جس کے باعث شہرت، عزت ہی میں اضافہ نہیں ہوا بلکہ ان کے اخلاقانہ ذہن، دور رس تحقیقی نظر، تجسس و تفکر یا غور و فکر کے مختلف زاویئے کھلے اور تحقیق و تنقید کے میدان میں مصنف کی خداداد صلاحیتیں آشکار ہوئیں۔

ان کے اس تحقیقی تجسس نے فیض کی متحیر کن اور روشن تصویر پیش کی ہے جو ان کی تحقیقی و تنقیدی صلاحیتوں کی آئنہ دار ہے۔فیض پر یہ ان کا کارنامہ رفیع الشان ہی نہیں بلکہ اپنے عہد کی ایک معتبر علمی دستاویز ہے جو فیض کی ادبی تاریخ میں مشعل راہ ثابت ہوگی۔

ادھر فیض احمد فیض کی ادبی قدر و قیمت متعین کرنے کے لئے اردو رسائل و جرائد میں بے شمار مضامین شائع ہوئے۔اسی طرح فیض پر متعدد کتابیں اور فیض نمبر رسائل کے نکلے جن کی ایک لمبی فہرست ڈاکٹر تقی عابدی نے فیض سے متعلق دونوں کتابوں میں وضاحت کے ساتھ شائع کیں جو فیض کے محققین کے لئے مشعل راہ ثابت ہوں گی۔انہوں نے فیض پر طبع شدہ مواد کے ساتھ تخلیقات فیض کی بھی ایک مکمل فہرست پیش کی ہے جو مطالعۂ فیض کے لئے اہم ہے۔

اس میں شک نہیں کہ ڈاکٹر تقی عابدی سرجری کے پیشے میں مقید رہنے کے باوجود ادب کا گہرائی سے مطالعہ کرتے ہیں ساتھ ہی ادب کے اچھوتے پہلوؤں پر قلم اٹھاتے ہیں۔ادب ہی ان کا پسندیدہ مشغلہ ہے اور وہ فرصت کے تمام لمحات ادب کی خدمت میں صرف کرتے ہیں۔انہوں نے قدیم و جدید ادب میں نئے فکری زاویئے تلاش کئے ہیں خصوصاً اُن اہل قلم کو پیش نظر رکھا جن کا بیش قیمت اثاثہ یا کوئی مخصوص پہلو اچھوتا رہا ہو یا صحیح خدوخال کی ترجمانی سے محروم رہا ہو۔غرض انہوں نے تاریک اور تشنہ پہلوؤں کو روشن اور تازہ دم کیا ہے۔ان کی کچھ اہم کتب کے عنوانات سے اندازہ ہوتا ہے مثلاً "اقبال کے عرفانی زاویئے"، "انشاء اللہ خاں انشاء"، "مجتہد نظم مرزا دبیر"، "مصحف فارسی دبیر"، "مثنویات دبیر"، "رباعیات دبیر"، "تجزیہ یادگار انیس"، "نعت و منقبت در دیوان غالب"، "تعشق لکھنوی" وغیرہ۔

فیض دنیائے ادب کے نامور اہل قلم ہیں، ان پر قلم اٹھانے سے ہی علمی قد بڑھ جاتا ہے مگر مشاہیر ادب نے جس طرح ان کی شخصیت وفن پر قلم اٹھایا اس سے فیض کے علمی وفنی وقار کا اندازہ ہوتا ہے۔ غرض اردو کے ہر ممتاز اہل قلم نے فیض کی شخصیت اور فکروفن پر بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور آج بھی یہ کام جاری ہے۔ مگر جو فیض کے شیدائی ہیں آج بھی فیض کی چھان بین یا تحقیق یا تنقید میں لگے ہیں۔ نئے نئے اچھوتے پہلو دریافت کر رہے ہیں' ان میں ڈاکٹر تقی عابدی قابل ذکر اور اہم ہیں۔ اولاً انہوں نے ۱۲۰ اہل علم کے مقالے پڑھے بعدازاں ام خود لکھے اور انہیں کتابی شکل دے کر ایک ضخیم مجلہ پیش کیا جو دنیائے ادب میں "فیض فہمی" کے نام سے منظر عام پر آیا۔ یہ کتاب ایک مستند دستاویز ہے جس میں فیض فہمی کی تمام صورتیں موجود ہیں۔ یہ بھاری بھرکم کتاب متعدد اہل قلم کی تحریروں کا مجموعہ ہے جو فیض کے محبین اور محققین کے لئے بے حد سود مند ہے۔

سید تقی عابدی کا کام یہیں ختم نہیں ہوا بلکہ ایک نیا علمی چراغ اور روشن ہو گیا۔ مثل مشہور ہے کہ چراغ سے چراغ جلتے ہیں فیض فہمی نے "فیض شناسی" کی راہ ہموار کی اور تقریباً ۴۰ سے اوپر ایسے مضامین قلم بند کئے جو فیض فہمی میں اچھوتے ہیں جن پر مصنف نے گہری نظر ڈالی ہے۔ ڈاکٹر تقی عابدی کی ذہانت، علمیت اور باریک بینی نے فیض سے متعلق کئی نئے تحقیقی پہلو پیش کئے ہیں جو دنیائے ادب میں "فیض شناسی" کے نام سے آج ہمارے سامنے ہے۔ اس میں جو مضامین شامل ہیں وہ علمی شان دکھانے کے لئے نہیں ہیں بلکہ تحقیق کی نئی راہیں کھولتے ہیں۔ مطالعۂ فیض کو نئے زاویوں اور فیصلوں کی دعوت دیتے ہیں۔ مثلاً فیض کی شخصیت سے متعلق کچھ اہم مضامین اس طرح ہیں "فیض کا زندگی نامہ"، "فیض کی دولت تنہائی"، "فیض کا عقیدہ"، "فیض اور بادہ وساغر"، "فیض کی صحت اور بیماریاں"، "فیض نے کن کتابوں کا مطالعہ کیا"، ان مضامین میں فیض کی شخصی کوائف کے پرتو موجود ہیں۔ فیض کے فکروفن کو مزید جلا دینے کی غرض سے جو مضامین اس کتاب میں شامل ہیں ان میں "فیض کی شاعری"، "فیض کی غزل کا مقام"، "کلام فیض عربی فارسی الفاظ کا گلدستہ"، "فیض کی نظم کی وسعتیں"، "فیض کے کلام پر فیض کے رویے"، "فیض مصور خدوخال حسن"، "فیض اور اختر شیرانی کی مشترکہ قدریں"، "کون بڑا جوش یا فیض"، تنقید وتحقیق کی اچھی مثالیں ہیں۔ ان میں تشریح وتجزیہ کا رنگ غالب ہے۔ ہر مضمون غیر جانبدارانہ انداز میں تحریر کیا گیا ہے۔ نہ کہیں علمی شان دکھائی گئی ہے اور نہ تحقیق کی نمود ونمائش کا شائبہ نظر آتا ہے۔ مطالعہ کی گہرائی کے ساتھ ہر بیان مدلل اور شیریں کلامی سے آراستہ ہے۔ ردوکد کی بحثیں بھی صاف ستھری ہیں۔ مصنف نے فیض کی شخصیت اور فکروفن سے متعلق ہر مضمون کو تحقیقی لگن اور تنقیدی بصیرت کے ساتھ مکمل کیا ہے۔

متذکرہ مضامین میں جہاں اچھوتی فکر، راست گوئی اور خوش بیانی ہے وہیں مصنف کی نیک نیتی اور عالمانہ وقار بھی جھلکتا ہے۔ فیض کے ساتھ ہی جوش اور اختر شیرانی کے موازنے بڑے دلچسپ اور صاف گوئی کے نمونے ہیں جہاں تقابلی تنقید کا رنگ جھلکتا ہے۔ ڈاکٹر عابدی نہایت صاف گو اور زود فہم ہیں۔ ان کا شعور آزاد ان کی فکر اعلیٰ اور غیر جانبدار ہے۔ انہوں

نے اپنی پوری علمی سعی کے ساتھ فیض کی شخصیت وفن کا احاطہ کیا ہے اور اپنے مطالعہ کی روشنی میں کئی اچھوتے اور تشنہ پہلوؤں کو فیض کی ذات میں جوڑا ہے۔

یہاں اس حقیقت کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ کسی ادیب یا فنکار کے مزاج اور اس کے ادب کے ذائقہ کو سمجھنے کے لئے ادیب کی ذات کے گوناگوں پہلوؤں کو سمجھے بغیر فن کار کی شخصیت اور فن کی توضیح وتشریح ممکن نہیں۔ یا پھر یہ تشریحات ادھوری ہیں۔ غرض اس راہ میں مطالعہ کی باریک بینی تحقیق کی سعی مسلسل کے بغیر فنکار کی روح کو سمجھنا ممکن نہیں اس سارے عمل میں محنت شاقہ درکار ہے۔

اسی حوالہ سے اگر "فیض شناسی" کے دوسرے مضامین دیکھیں مثلاً "فیض بنام افتخار عارف"، "فیض اور مصطفیٰ زیدی"، "قصہ سازش اغیار کہوں نہ کہوں"، "فیض کی تقریظیں"، "فیض کا ادبی مناظرہ بعنوان پریم چند"، "فیض کا مرثیہ امام"، "اے بسا آرزو کہ خاک شد"، "فیض اور ایرانی انقلاب"، "جو تمہارا میرا رشتہ ہے"، "فیض سے متعلق کچھ نئے گوشے روشن کرتے ہیں۔ متذکرہ مضامین کے علاوہ کئی اور چھوٹے بڑے مضامین ہیں جن کا الگ الگ ذکر کرنا محال ہے۔ ڈاکٹر عابدی کے اس مجموعۂ مضامین میں شامل مضمون "فیض کے ۲۷ نشتر" کا ذکر کرنا بھی بہت ضروری ہے۔ اس میں انہوں نے بڑی محنت کے ساتھ فیض کے کچھ اہم تنقیدی نظریات کو اختصار کا جامہ پہنایا ہے۔ یہ فیض کے گرانقدر ادبی وتنقیدی نظریات ہیں جو مجموعی طور پر کتاب "میزان" سے ماخذ ہیں۔ یہی حال فیض کے انٹرویوز کا بھی ہے۔ مصنف نے ان انٹرویوز کو بھی فیض شناسی کے لئے اہم تصور کیا ہے ڈاکٹر تقی عابدی نے فیض سے متعلقہ تمام کتابوں، تقریظوں، تحریروں، تقریروں اور انٹرویوز سے فیض شناسی کی راہ ہموار کی ہے۔ یہی نہیں بلکہ خاطر خواہ فائدہ اٹھایا ہے۔ یہ سچ ہے کہ انہوں نے مطالعہ کی جانفشانی، عرق ریزی اور دیدہ ریزی کی پروا کئے بغیر فیض کی شخصیت اور فکر وفن کے لازوال سرچشمے کھوجے ہیں اور ہر اچھوتے پہلو پر حتی الامکان بھرپور مضامین بھی قلمبند کئے ہیں جس کے لئے وہ فیض کی ادبی تاریخ میں ہمیشہ یاد رکھے جائیں گے۔

غرض تحقیق کی اس کٹھن راہ پر چل کر ڈاکٹر تقی عابدی نے اپنے عمیق مطالعہ کا ثبوت فراہم کیا ہے۔ فیض پر ریزہ ریزہ معلومات کو ذہن میں رکھ کر مواد جمع کیا۔ تحقیق وتنقید کی راہ مکمل کی ہے۔ دراصل "فیض شناسی" ڈاکٹر عابدی کا ایک بڑا تحقیقی کارنامہ ہے جو ان کے مصمم ارادے اور پرلگن حوصلے کی ایک زندہ مثال ہے۔

ادبی دنیا کے وسیع وعریض پہلوؤں کا مطالعہ دل جمعی کے ساتھ کرنا۔ متعدد مستند اہل قلم کے حوالوں کے مثبت پہلوؤں کو پیش کرنا یا غور وفکر کے بعد تحقیقی مواد جمع کرنا تحقیق کی اصل روح ہے۔ فیض کی ذات اور فن سے لگاؤ کے باعث مصنف نے تحقیق کا بار گراں اٹھا کر کل ۱۶۰ مضامین کا انتخاب کیا جس میں ڈاکٹر عابدی کے ۴۰ تحقیقی مضامین شامل ہیں۔ یہ مجموعہ مضامین "فیض فہمی" کے نام سے ۲۰۱۱ء میں لاہور سے شائع ہوا، بعد میں یہی ۴۰ مشمولہ تحقیقی مضامین انفرادیت کے

باعث مشہور ہوئے اور آج ''فیض شناسی'' کے نام سے شائع ہو کر ہمارے سامنے ہیں۔ متذکرہ مضامین میں ڈاکٹر تقی عابدی نے فیض کے کچھ نئے اور اچھوتے پہلوؤں کو پیش کیا ہے جو تحقیق فیض میں نظر انداز نہیں کئے جا سکتے۔ پچھلے صفحات میں ہم نے ان کے کچھ مخصوص مضامین کا ذکر کیا ہے تا کہ فیض کے حوالے سے ڈاکٹر تقی عابدی کی تحقیقی عظمت واضح ہو سکے۔

آخر میں ان کی اسی مشہور کتاب ''فیض فہمی'' پر بھی سرسری نظر ڈالنا ضروری ہے۔ اس حوالے سے اگر ہم ڈاکٹر تقی عابدی کی ادبی فکر و نظر کا مجموعی طور پر مطالعہ کریں تو ان کی ہر تخلیق ادب یا تدوین ادب کچھ نیا پیش کرنے میں اولیت رکھتی ہے جو گہرے مطالعہ کے بغیر ممکن نہیں۔ کتاب ''فیض فہمی'' بھی ڈاکٹر عابدی کے ذوق مطالعہ کی ترجمان ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے علم ہوتا ہے کہ مرتب و مصنف کی نظر اردو ادب پر گہری ہے۔ فیض سے متعلقہ مضامین سے انہیں واقفیت بھی ہے اور انہوں نے ہر مضمون کا گہرائی سے مطالعہ بھی کیا ہے۔ انہوں نے اپنی اس انتخابی مہم میں مشاہیر اہل قلم کے مختصر و طویل مضامین شامل کئے ہیں۔ یہ مضامین تنقید، تحقیق، تبصرہ اور تجزیہ کی شکل میں ہیں جو مفید ارشادات و نظریات کے حامل ہیں اور فیض کے سفر حیات اور فکر و فن کے کسی نہ کسی پہلو پر روشنی ڈالتے ہیں۔ انہوں نے فیض کے مختلف شخصی اور ادبی پہلوؤں کے بکھرے ہوئے سرمایۂ ادب کو بڑی جانفشانی اور خوبی کے ساتھ جمع کیا ہے۔ یقیناً یہ ایک بڑا کارنامہ ہے۔ مرتب کی عرق ریزی، عزم اور حوصلے کی ایک اچھی مثال ہے۔

اس گراں قدر مجموعہ مضامین میں فیض کی شخصیت و فن کے حوالے سے خاصا مواد موجود ہے جس کی روشنی میں فیض کی حیات و فن پر متعدد اہل قلم کے نظریات ہم تک پہنچتے ہیں۔ تحقیق و تنقید کی نوعیتیں واضح ہوتی ہیں اختلاف و اشتراک رائے کے مختلف پہلو نظر آتے ہیں۔ اس کتاب کے مطالعہ سے فیض کی تفہیم آسان ہو گئی ہے یہی اس کتاب کی عظمت و شان ہے۔ شیدائی فیض یا محقق ادب فیض سے متعلقہ سرمایۂ ادب کے ایک بڑے حصہ سے گھر بیٹھے مستفید ہو سکتا ہے۔ اگر ہم ڈاکٹر عابدی کے اس کارنامہ کو فیض کا انسائیکلو پیڈا کہیں تو غلط نہ ہو گا۔

ختم شد!